

نجات بذریعہ کفارہ ھے یا بذریعہ نیک اعمال

(جو)

پادری تامس ہاول صاحب بشیر پاسٹر کلیسیا چرچ آف انگلنڈ لاہور نے

۱۸- اگست ۱۹۱۳ء کو کراچی مین مجمع کے آگے سنایا۔

قد طبع في المطبع الحميدية الواقع في بلدة لدهيانة

لکچر نمبر (۲)

نجات بذریعہ کفارہ ہے یا بذریعہ نیک اعمال

میر مجلس صاحب و حاضرین- آج ہم اس ضروری مضمون پر غور کریں جو ہماری نجات و عاقبت کی بہتری کیلئے نہایت ضروری ہے۔ (۱) واضح ہو کہ عبرانی زبان میں لفظ کفارہ کے معنے ڈھانپنے کے ہیں- جیسے دھوپ کی تیزی سے بچنے کیلئے چھاتا- اولوں سے بچنے کیلئے مکان- تعقب کرنیوالے دشمن سے بچنے کیلئے پناہ گاہ- اور دشمن کی تلوار سے بچنے کیلئے سپر کام دیتے ہیں ویسا ہی سزائے عدل و غضب الٰہی سے بچنے کیلئے کفارہ کام دیتا ہے۔ (۲) جب کفارہ یا نیک اعمال کے ذریعہ نجات کا بیان کیا جاتا ہے تو نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے کہ گناہ و گناہ گار پر غور کیجائے۔ واضح ہو کہ گناہ خلاف ورزی شرع و عدول حکمی کا نام ہے چنانچہ پاک کلام میں لکھا ہے- ا یوحنا ۳: ۴- جو کوئی گناہ کرتا ہے وہ شرع کی مخالفت کرتا ہے- اور گناہ شرع کی مخالفت ہی ہے- لہٰذا حکم عدولی نے انسان کو اُسکی اصلی و ابتدائی فطرت کیطرف راجع کیا- خالق نے انسان کو نیستی سے ہست کیا تھا لیکن گناہ کا یہ نتیجہ ہوا کہ اُسنے پھر نیستی کا راستہ لیا- کلمۃ اللہ اپنی محبت و رحمت سے انسان کو عدم سے وجود میں لایا تھا لیکن انسان نے خدا کی پہچان کو ترک کر دیا اور عدم کیطرف راجع ہوا کیونکہ یہ اُنکے گناہ کا ضروری نتیجہ تھا کہ وہ معدوم کر دیئے جائیں- یعنے گناہ کے سبب وہ اس سزا کے لائق ٹھہرے کہ وہ ہمیشہ کیلئے ہستی سے محروم و عدم کے قبضے میں رہیں اور ہلاک ہو جائیں- اگرچہ آدمی اپنی فطرت سے فانی ہے کیونکہ وہ نیست سے ہست ہوا ہے لیکن چونکہ وہ خدا حی القیوم کیساتھ مشابہ کیا گیا ہے- کہ خدا نے اُسکو اپنی صورت پر بنایا- خَلَقَ اللہُ آدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ- اسلئے اُسکے لئے ممکن تھا کہ اس ہلاکت کے قبضے

سے بچ جائے۔ بشرطیکہ وہ گناہ اُسکے نتیجے سے بذریعہ نجات توبہ وکفارہ بچایا وچھوڑایا جائے۔
اور یہہ یاد رکھنا چاہیے کہ خدا نے ہمکو عدم کی حالت سے نکالکر فقط وجود ہی نہیں بخشا۔ بلکہ اپنے کلمہ کے
فضل کی وساطت سے ہم کو ایسی حیات بھی بخشی ہے جو حیات الٰہی کے ساتھہ مشابہت رکھتی ہے لیکن
بنی آدم جب اشیاء غیر فانی کو چھوڑ بیٹھے اور شیطان کو اپنا مشیر بناکر اُن چیزوں کی طرف راجع ہوئے
جو فانی ہیں تو اسکا یہہ نتیجہ ہوا کہ وہ خود اپنی ہلاکت کا باعث بنے۔۔ لیکن یاد رہے کہ
آدمیوں نے فقط ایک یا تھوڑا سا گناہ نہیں کیا بلکہ اُنہوں نے تمام اعتدالوں اور شرائط کو
توڑ دیا ہے اور رفتہ رفتہ ایسے بگڑ گئے ہیں کہ اُنکی خطا کی کچھ حد ہی نہیں رہی۔ لہذا جب
اُنہوں نے شرارت کو ایجاد کیا تو موت اور بگاڑ کو بھی اپنے اوپر غالب کر لیا۔ اور بیدینی اور
بے شرعی کاموں کی طرف ایسے رجوع ہوئے کہ پھر انہیں کسی گناہ سے پرہیز رہا وہ ہر روز اپنے لیے
نئے نئے گناہ ایجاد کرنے لگے۔ اور گناہ کی حرص وعادت انمیں ایسی بڑھ گئی کہ اُسکو روکنا اور اُس سے
اپنے آپ بچ جانا انہیں محال ہو گیا۔ اپنے آپکو تبدیل کرنا یا بالکل اپنے آپکو نیک وپاک بنانا محال و
ناممکن ہو گیا۔ جیسا نبی فرماتا ہے۔ یرمیاہ ۱۳ : ۲۳۔ کیا کوشی آدمی اپنے چمڑے کو یا تیندوا اپنے
داغوں کو بدل سکتا ہے تب ہی تم نیکی کر سکو گے جنہیں بدی کرنیکی عادت ہو رہی۔ پس جبکہ ذی عقل مخلوق
برباد ہو رہی تھی اور انسان جیسی عالی شان صنعت ہلاک ہو رہی تھی تو ایسی حالت میں خدا تعالیٰ جو نیک
ہے کیا کرتا۔ کیا وہ اسبات کی اجازت دیتا کہ فنا اُنپر غالب رہے اور موت اپنا قبضہ اُنپر قایم رکھے؟ اگر خدا
کی طرف سے اس اجازت کا ملنا ممکن سمجھا جائے تو یہہ سوال لازم آئیگا کہ شروع میں اُسنے اُنہیں خلق
ہی کسلئے کیا تھا۔ یعنے اُنکو نہ بنانا اس سے بہتر تھا کہ بعد بنانے کے اُنکا خالق اُنسے غافل ہو جائے۔ اور
اُنہیں ہلاک ہونے دے۔ چونکہ غفلت سے کمزوری ثابت ہوتی ہے۔ اسلئے خدا جو نیک ہے اپنی مخلوق
کیطرف سے غافل نہیں ہو سکتا۔ اگر وہ غافل ہو جائے تو وہ کمزور ثابت ہوگا۔ بنی آدم کو نہ پیدا کرنے میں

کسی کمزوری کا اظہار نہوتا۔ لیکن پیدا کرکے اپنی ذی عقل مخلوق کو ہلاکت کے حوالے کر دینا صریحاً نامناسب تہا۔ پس ناممکن تہا کہ فنا انسانکو اپنے تحت مین رکہے۔ اگر خدا انسان کو ایسی ہلاکت کیحالت مین چہوڑ دیتا تو یہہ اُسکی خدائی و نیکی کے عین خلاف ہوتا۔ اور یہہ بہی لائق غور ہے۔ جبکہ انسان نے حکم عدولی کرکے گناہ کیا۔ تو کیا ممکن تہا کہ خدا گناہ کو سرسری طور سے معاف کرکے ہمارے فائدہ اور سلامتی کیطرح اپنے آپکو غیر عادل ظالم اور جہوٹا حاکم ٹہراتا۔ ہرگز نہین۔ بعض لوگ خیال کرتے ہین کہ گناہ گار توبہ کے سبب گناہ کی معافی پاتا اور سزا سے بچ جاتا ہے۔ لیکن یاد رہے کہ توبہ سے انسانکا گناہ معاف نہین ہو سکتا۔ کیونکہ توبہ کا تو صرف یہہ نتیجہ ہے کہ وہ انسانکو زیادہ گناہ کرنیسے روک دے۔ توبہ مین یہہ قدرت نہین کہ انسانکو کسی ایسے قانون کے تحت سے نکال دے جو انسانی فطرت کا حصہ ہوگیا ہے۔ مثلاً کسی اعضا کے کٹ جانے یا جل جانیکے بعد توبہ اعضا کی بحالی کا باعث نہین ہو سکتی۔ اسیطرح گناہ کے نتیجہ سے جو ہلاکت ہے اُس سے توبہ کسیکو رہا نہین کر سکتی۔ جب انسان گناہ کے قرض و ہلاکت کے دام مین پہنس گیا ہے تو کونسا زور اُسکو گڑہے اور بُری راہ سے نکال اور واپس لا کر چہڑا سکتا ہے۔ ہان صرف وہی کلمۃ اللہ المسیح جس نے ابتدا مین ہر شے کو عدم سے نکالکر وجود بخشا تہا۔ نہ کہ کوئی مخلوق جو گناہ کے تحت مین آچکی ہے۔ (۳) جبکہ انسان گناہ گار ہو گیا اور راست حاکم کے عدل کی سزا کا مستوجب ٹہرا۔ تو اس سبب سے کوئی ایسی پناہ گاہ درکار تہی کہ جس مین گناہ گار شخص پناہ پا کر بچ جائے۔ اگر گناہ گار یون ہی معاف کر دیا جائے۔ جیسا کہ لوگ خیال کرتے ہین کہ خدا غفور الرحیم ہے وہ کلمہ پڑہنے یا رام رام کہنے سے گناہ گارونکو بخش دیگا۔ جیسا محمد صاحب نے کہا مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَدَخَلَ الْجَنَّةَ۔ ترجمہ جسنے لا الہ الا اللہ کہا وہ جنت مین داخل ہو گیا۔ اسطرح کی بخششون سے اگر خدا رحیم ثابت ہوتو ہو۔ لیکن راست حاکم اور عادل ثابت نہین ہو سکتا اور ایسی بخششون سے یہہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ شریعت کا دینا۔ اور نبیونکا بہیجنا بالکل فضول

تھا۔ کیونکہ شریعت کے احکام کی تعمیل کرنی یا نہ کرنی ایک جیسی بات ٹھہر جاتی ہے۔ زبان سے چند کلمات کہہ دینے سے خدا رحیم نے گناہ بخشدیے چلو چھٹی ہوئی۔ ادھر پیٹ بھر کر گناہ پر گناہ کر لئے اور ہر گناہ کے خاتمہ کے کلمہ در لعم رلم کی گولی کھا لی گناہ ہضم ہو گئے۔ پس اگر اس طرح گناہوں کی بخشش کا ہونا بالکل آسان بات ہو تو گناہ بھی کوئی نفرت کے لائق معلوم نہیں ہو سکتا۔ الغرض ایسے خیالات سے انسان کو گناہ کرنیکی جرات ملتی ہے۔ چنانچہ محمد صاحب نے گناہ کرنیکی اجازت دیدی۔ مظاہر حق جلد ۱ صفحہ ۳۵ وعن ابی ذر قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ ثوب ابیض وھو نائم ثم اتیتہ وقد استیقظ فقال ما من عبد قال لا الہ الا اللہ ثم مات علی ذلک الا دخل الجنۃ قلت وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق قلت وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق قلت وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق علی رغم انف ابی ذر وکان ابو ذر اذا حدث بھذا قال وان رغم انف ابی ذر متفق علیہ۔ ترجمہ اور روایت ہے ابی ذر سے کہا آیا میں پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اوپر حضرت کے کپڑا تھا سفید اور وہ سوتے تھے۔ پھر گیا میں۔ پھر آیا میں۔ اسوقت وہ جاگے تھے۔ پس فرمایا کہ نہیں کوئی بندہ کہ کہے نہیں کوئی معبود مگر اللہ پھر مرے اوپر اسی کے مگر داخل ہوگا بہشت میں۔ کہا میں نے اگرچہ زنا کرے اور اگرچہ چوری کرے فرمایا اگرچہ زنا کرے اور اگرچہ چوری کرے۔ کہا میں نے اور اگرچہ زنا کرے اور اگرچہ چوری کرے فرمایا اگرچہ زنا کرے اور اگرچہ چوری کرے۔ کہا میں نے اگرچہ زنا کرے اور اگرچہ چوری کرے۔ فرمایا اگرچہ زنا کرے اور اگرچہ چوری کرے۔ اوپر خاک آلودہ ہونے ناک ابی ذر کے۔ اور تھے ابوذر جسوقت کہ یہ حدیث بیان کرتے کہتے اگرچہ خاک آلودہ ہو ناک ابی ذر کی۔ روایت کی یہ بخاری اور مسلم نے ... (۴) شروع میں جب گناہ جاری ہو

تو آسانی سے معاف نہ کر دیا گیا۔ اسوقت نہ توبہ منظور ہوئی اور نہ غفور الرحیم نے معافی دیدی
البتہ حضرت آدم و حوا قربانی کے چمڑوں سے ڈھانپے تو گئے۔ لیکن پھر بھی انہیں فردوس سے خارج
ہونا پڑا۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت آدم کی اولاد میں گناہوں کے کفارہ کیلئے جو حقیقی قربانی و
فدیہ (کفارہ) کی علامت تھیں گذراننی واجب ولازم ٹھہریں۔ تاکہ گناہگار قربانی کے ذریعہ
عدل کی واجبی سزا سے بچائے جائیں۔ یہہ قربانیاں انکے لئے عوض معاوضہ کا کام حقیقی کفارہ کی
علامت ٹھہر دیتی رہیں۔ چنانچہ تواریخ اسکی شاہد ہے کہ حضرت نوح کیوقت سے اُسکی تمام اولاد میں
قربانی رائج رہی۔ لیکن یہہ قربانیاں خداوند مسیح عیسیٰ کی حقیقی قربانی کا عکس تھیں۔ کیونکہ کوئی جانور
انسانکا ہم پلہ و ہمرتبہ نہونیسے انسانی جانکی قیمت کو ادا نہیں کرسکتا۔ انسانکے بدلے انسانکا قربان
ہونا درجہ مساوات کا رکھتا تھا۔ لیکن کوئی انسان بے عیب نہ تھا کہ کسی انسانکا عیوض ٹھہر سکتا۔ پھر ہم دیکھتے
ہیں کہ حضرت ابراہیم کو حکم ہوا کہ وہ اپنے پیارے و چھوٹے بیٹے اسحاق کو قربانی گذرانے۔ چونکہ اسحاق کی
قربانی بے عیب۔ لامحدود و کامل نہ تھی اسلئے وہ قربان ہونے نہ پایا اور چھوڑا گیا۔ اور اُسکے بجائے
ایک مینڈھا جو حقیقی و عظیم قربانی کا عکس تھا دیا گیا۔ جیساکہ قرآن میں ہے سورہ صافات
۳ رکوع ۱۰۷ وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ۔ ترجمہ۔ اور فدیہ دیکر چھوڑا یا ہمنے اُسکو ذبیحہ
عظیم سے۔ لائق غور ہے کہ یہہ ذبیحہ عظیم کیا تھا۔ کیا وہ مینڈھا جو جھاڑی میں اٹکا ہوا تھا۔ کیا وہ حضرت
ابراہیم کے فرزند کی شان کے برابر یا اُس سے بڑھکر تھا جسے عظیم کہا گیا۔ ہاں اگر ہزارہا مینڈھا اور
مینڈھے قربان کئے جاتے تو وہ ہرگز حضرت ابراہیم کے لخت جگر فرزند کی شان سے عظیم تو کیا
لیکن ایک ادنیٰ سے انسانکی شان کے برابر بھی نہ ہو سکتے۔ کیونکہ انسان اشرف المخلوقات ہے
اے صاحبان اسپر غور کیجئے حقیقتاً وہ مینڈھا ذبیحہ عظیم نہ تھا لیکن ذبیحہ عظیم کا نشان یا عکس تھا
کہ جبکہ حضرت ابراہیم کا فرزند چھوڑا گیا حقیقی برہ و ذبیحہ عظیم وہ تھا جسکی نسبت حضرت

یحیٰی نبی نے یہہ فرمایا۔ یوحنا ۱: ۲۹۔ دیکھو یہہ خدا کا برہ ہے جو دنیا کا گناہ اُٹھا لیجاتا ہے۔ یہہ ذیشان خدا کا برہ خداوند مسیح عیسیٰ کلمۃ اللہ وَرُوحٌ مِّنْہُ و روح اللہ ہے۔ جو تمام انسانوں سے افضل اور فوق اہل الارض وَجِیْهًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ ترجمہ اور مرتبہ والا بیچ دنیا کے اور آخرت کے اور مقربین میں ہے۔ جو خدا کی طرف سے بخشا گیا تاکہ گناہ گاروں کے لئے فدیہ میں اپنی جان دیکر گناہ گاروں کو بچائے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ یہہ وہی کلمہ ہے جس نے انسان کو نیست سے ہست کیا تہا۔ اور اب وہی کلمہ ہی انسانکو نیست و نابود ہو جانیسے فدیہ دیکر بچاتا ہے۔

(۵) ہم جانتے ہیں کہ محب اپنے محبوب کے ساتہہ یگانگی کی کوشش کرتا ہے۔ اور محبوب کی خیر کیخاطر حتی المقدور خود انکاری کرتا ہے۔ اور جو کچہہ محبوب کی خیر کیلیئے قربان ہو سکتا ہے وہ اُسکے لئے قربان کرتا ہے۔ لہذا محبت و بہلائی و مہربانی میں بڑا فرق ہے۔ کیونکہ مہربان شخص جس سے بہلائی و مہربانی کرتا ہے وہ اوس سے دور بہی رہ سکتا ہے تو بہی اُسکی بہلائی و مہربانی میں کسی طرحکا خلل یا فرق نہیں آسکتا۔ لیکن محب اپنے محبوب سے دور نہیں رہ سکتا۔ ورنہ اُسکی محبت میں خلل واقع ہوتا ہے۔ بلکہ محب تو محبوب میں یگانگی کی یہانتک کوشش کرتا ہے کہ محبوب کی خیر کیخاطر کتنی ہی محنت کیسی ہی سختی۔ یا بیعزتی کیوں نہ اُٹہانی پڑے۔ اور کتنا بڑا نقصان اور کیسا ہی مضر کیوں نہ ہو تو وہ بہی سہا جاتا ہے پس محبت کا بہی ظہور مسیحی دین کی ایک خصوصیت ہے۔ عہدنامہ عتیق میں خدا کی مہربانی تو منکشف ہوئی۔ لیکن جب تک خدا نے اپنا ابن وحید کلمۃ اللہ۔ روح اللہ کو اپنے محبوب انسان کو دے نہ دیا وہ محب صادق ثابت نہوا جیسا کہ حضرت ابراہیم جبتک اُسنے اپنا بیٹا خدا کے حضور نذر نہ گذرانا تب تک وہ فرمانبردار ثابت نہوا۔ ویسا ہی خدا نے بہی جبتک اپنے ابن وحید کلمۃ اللہ روح اللہ کو اپنے محبوب انسانکے فدیہ عظیم ہو کر چہوڑ دینے کے لئے دے نہ دیا وہ محب صادق ثابت نہوا۔ ا یوحنا ۴: ۹ و ۱۰۔ جو محبت خدا کو ہم سے ہے وہ اس سے

ظاہر ہوئی کہ خدا نے اپنے اکلوتے بیٹے کو دنیا میں بھیجا ہے۔ تاکہ ہم اسکے سبب سے زندہ رہیں محبت اسمیں نہیں کہ ہمنے خدا سے محبت کی۔ بلکہ اسمیں ہے کہ اسنے ہمسے محبت کی۔ اور ہمارے گناہوں کے کفارہ کیلئے اپنے بیٹے کو بھیجا۔ (۶) جیسا خدا کے پاک کلام زبور سے ظاہر ہے کہ سب آدمی گنہگار ہیں زبور ۱۴ ہ ۳۔ کوئی نیکو کار نہیں ایک بھی نہیں۔ اسی طرح قرآن سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ سورہ نحل ۱۶ رکوع ۶۳۔ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ترجمہ اور اگر پکڑے اللہ لوگوں کو ساتھ ظلم اونکے کے نہ چھوڑے اوپر روئے زمین کے کوئی چلنے والا۔ ولیکن ڈھیل دیتا ہے اونکو ایک وقت مقرر تک۔ پھر سورہ فاطر ۳۵ رکوع ۴۴۔ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ترجمہ اور اگر پکڑے اللہ لوگوں کو ساتھ اُس چیز کے کہ کماتے ہیں نہ چھوڑے اوپر پشت زمین کے کوئی چلنے والا۔ ولیکن ڈھیل دیتا ہے اُنکو ایک وقت مقرر تک۔ پھر مظاہر حق جلد اصفحہ ۵ پھر مظاہر حق اصفحہ ۵۰۔ ترجمہ اور روایت ہے انس سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق شیطان انسان میں ایسا دورہ کرتا ہے جیسا خون انسان کے بدن میں دورہ کرتا ہے۔ روایت کی یہہ بخاری اور مسلم نے۔ یہہ بالکل درست ہے کہ سب انسان خدا کے حضور گناہ گار ہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎ بندہ ہمان بہ کہ ز تقصیر خویش ؛ عذر بدرگاہ خدا آورد ؛ ورنہ سزاوار خداوندیش ؛ کس نتواند کہ بجا آورد ؛ یہی سبب ہے کہ اُنمیں سے کوئی اپنے بھائی کی جانکا کفارہ یا فدیہ نہیں دے سکتا زبور ۴۹ ۷ و ۸۔ لیکن صرف خداوند مسیح عیسیٰ جو گناہ اور مس شیطان سے پاک ہے مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۲۹۱ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم ما من مولود یولد الا یمسہ الشیطن حین یولد فیستھل صارخا من مس الشیطن غیر مریم وابنھا متفق علیہ ترجمہ اور روایت ہے ابی ہریرہ

سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے نہیں کوئی بیٹا آدم کا پیدا کیا گیا مگر مس کرتا ہے اوسکو شیطان جس وقت وہ پیدا کیا جاتا ہے۔ پس آواز کرتا ہے بلند بسبب مس کرنے شیطان کے۔ سوائے مریم کے اور بیٹے اُسکے کے۔ روایت کی یہہ بخاری و مسلم نے۔ یہانسے ظاہر ہے کہ خداوند مسیح عیسیٰ کے سوا سب لوگ مس شیطانی میں آجاتے ہیں۔ تو اونکی نجات کیونکر ہوگی۔ کیا کفارہ مسیح عیسیٰ سے جو پاک اور مس شیطانی سے مبرا ہے یا کوئی اور ذریعہ نجات کا ہو سکتا ہے۔ کہ جس سے خدا عادل اور راست حاکم بہی ثابت ہو اور گنہگار بہی بے سزا پائے چہوٹ جائیں۔ محمدی صاحبان نیک اعمال و شفاعت کو ذریعہ نجات بتلاتے اور خیال کرتے ہیں۔ لیکن نیک اعمال کے ذریعہ سے محمد صاحب خود بہشت میں داخل ہونیسے انکار کرتے ہیں وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم لن ینجی احدا منکم عملہ الجنۃ قالوا ولا انت یا رسول اللہ قال ولا انا الا ان یتغمدنی اللہ بفضل و رحمتہ متفق علیہ۔ ترجمہ روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلعم نے نہیں داخل کریگا تم میں سے کسی کو عمل اوسکا جنت میں صحابہ نے کہا کیا آپکو بہی آپکا عمل بہشت میں داخل نکریگا۔ فرمایا مجھکو میرا عمل بہشت میں داخل نکریگا جب تک کہ خدا مجہے اپنے فضل اور رحم سے ڈہانک نہ لے۔ روایت کی یہہ بخاری اور مسلم نے۔ پس یہہ بالکل درست معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ جتنے کاموں کو محمدی صاحبان نیکی اور بخشش گناہ انکا باعث مانتے ہیں۔ مثلاً نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ خیرات۔ اور کلمہ پڑہنا وغیرہ ان سب کے ہو چکنے اور موت کے بعد بلکہ جنازہ ہو جانیکے بعد بہی قبر کا عذاب اور منکر نکیر کی بازپرس سر پر رہتے ہیں۔ پہر جب محمدی مومن اونسے چہوٹ جاتا ہے تو پہر اُسکو پلصراط پر سے جو بال سے باریک اور تلوار سے تیز دشوار گذار راستہ ہے۔ اُس سے گذرنیکی انتظار ہوتی رہتی ہے۔ اُسپر سے گذرنیکے لیئے بہی قربانی کے بکرے اور بہیڈ وہی کام آئینگے۔ جو عظیم الشان قربانی کلمۃ اللہ روح اللہ مسیح عیسیٰ کی حقیقی قربانی فدیہ و کفارہ کا نشان ہیں۔ پس جبکہ حقیقی قربان و فدا کار اور کفارہ دینے والا خداوند

مسیح عیسیٰ زندہ موجود ہے۔ تو ہم کیوں اُسکو چھوڑ کر مردہ ناقص اور صرف نشان و عکس
والی قربانیوں سے امید رکھیں جبکہ حقیقی اصل و کامل قربان عظیم الشان موجود ہے۔ نقل کو تو
تب مانیں جب اصل نہو۔ جب اصل موجود ہے تو نقل کے ماننے کی کیا ضرورت۔ اور پھر جب لوگ
پلصراط سے گذر جائینگے تو میدان حشر میں شدت گرمی سے تڑپتے ہوئے سخت انتظار نیکیوں اور
بدیونکے تولے جانے کی کرنی پڑیگی۔ سو بعد سخت تکلیف کے نیکیاں اور بدیاں ہر ایک کی تولی
جائینگے۔ اسوقت آپ صاحبوں کو یاد کرنا چاہیے کہ وہ بڑے بڑے وعدے بخششونکے کہاں گئے
اگر نیکیاں بھاری نکلیں تو بہشت میں جائینگے ورنہ دوزخ تو سامنے ہے ہی۔ سورہ مریم ۵ رکوع
۶۹۔ وَاِنۡ مِّنۡكُمۡ اِلَّا وَارِدُهَا۔ اور تم میں سے کوئی نہیں مگر دوزخ میں جائیگا۔ پھر یہ جو محمدی صاحبان کا
خیال ہے کہ محمد صاحب شفاعت کرینگے۔ یہ بھی غلط ہے۔ قرآن میں صاف طور پر نہیں کہا گیا کہ محمد صاحب شفیع
مقرر ہو چکے اور وہ شفاعت کرینگے۔ بلکہ قرآن سے ظاہر ہے کہ ہنوز کوئی شفیع مقرر نہیں ہوا لیکن حشر کے روز
کسیکو اذن ہوگا۔ سورہ بقرہ ۳ رکوع ۲۵۶۔ مَنۡ ذَا الَّذِىۡ يَشۡفَعُ عِنۡدَهٗۤ اِلَّا بِاِذۡنِهٖ۔ ترجمہ۔
کون ہے وہ جو شفاعت کریگا نزدیک اُسکے مگر ساتھ حکم اُسکے کے۔ ہنوز معلوم نہیں کہ یہ اذن کس کو ملیگا۔
پھر سورہ بقر ۵ رکوع ۱۱۹۔ وَاتَّقُوۡا يَوۡمًا لَّا تَجۡزِىۡ نَفۡسٌ عَنۡ نَّفۡسٍ شَيۡـئًا وَّلَا يُقۡبَلُ مِنۡهَا عَدۡلٌ
وَّلَا تَنۡفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمۡ يُنۡصَرُوۡنَ۔ ترجمہ اور ڈرو اُس دن سے کہ نہ کفایت کریگا کوئی جی کسی جی
کیلئے کچھ اور نہ قبول کیا جائیگا اُن سے بدلا اور نہ فائدہ دیگی اونکو شفاعت اور نہ وہ مدد دیئے جائینگے۔
اب صاف ظاہر ہے کہ روز حشر بھی کسیکی شفاعت اور کوئی بدلا خواہ وہ بھیڑ ہو خواہ وہ بکرا خواہ اونٹ
خواہ گائے جو ناقص ہیں قبول نہ کیے جائینگے۔ اب محمد صاحبکی شفاعت کہاں رہی۔ محمد صاحبکی نسبت تو
قرآن خود کہتا ہے کہ اُسکو کسیکے بھلے و برے کا کچھ اختیار نہیں۔ سورہ جن ۲ رکوع ۲۱ قُلۡ اِنِّىۡ لَاۤ اَمۡلِكُ
لَـكُمۡ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا۔ ترجمہ کہہ تحقیق میں نہیں اختیار رکھتا واسطے تمہارے ضرر کا اور نہ بھلائی کا۔ سو خاتم

ا رکوع ۹- قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ- ترجمہ کہہ نہیں ہوں
میں نیا پیغمبر ونمیں سے اور نہیں جانتا میں جو کچھ کیا جائیگا ساتھ میرے اور نہ ساتھ تمہارے- اور جبکہ محمد صاحب
کو کسیکے بھلے برے کا اختیار نہیں تھا- اور وہ ہنوز جانتے بھی نہیں تھا کہ اُسکے ساتھ کیا ہوگا! ور اُسکے پیروؤں نے اسکا
کیا ہونا ہے تو پھر شفیع بھی کیسے بنا لیا گیا- مشکوۃ کے باب الخلافت والامارت میں لکھا ! اور بخاری و مسلم نے ذکر
کیا ہے وَأَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ
دَعَا النَّبِيُّ صلعم قَرَابَتَهُ فَعَمَّ وَخَصَّ فَقَالَ يَا بَنِي كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ
فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا أَوْ قَالَ فَإِنِّي لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا- وَيَا بَنِي مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ
أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَيَا بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ
مِنَ النَّارِ فَإِنِّي لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَيَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي
لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَيَا بَنِي هَاشِمٍ أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ
اللّٰهِ شَيْئًا- وَيَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا- وَ
يَا فَاطِمَةُ أَنْقِذِي نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ سَلِينِي مَا شِئْتِ مِنْ مَالِي فَإِنِّي لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ
شَيْئًا- ترجمہ- نقل کیا ابو ہریرہ نے کہ جب اُتری یہ آیت کہ ڈرا دے تو اپنی برادری کو جو ناتا رکھتے ہیں تجھ سے
تو پکارا پیغمبر خدا نے اپنے ناتے والوں کو- پھر اکٹھا کرکے پکارا اور جدا جدا بھی- سو فرمایا اے اولاد کعب بن لوی کی بچاؤ تم
اپنی جانوں کو آگ سے کیونکہ بیشک میں نہیں اختیار رکھتا تمہارا اللہ کے ہاں کچھ- یا یوں فرمایا کہ بیشک میں نہیں کام
آسکتا تمہارے اللہ کے ہاں کچھ- اور اے اولاد مرہ بن کعب کی بچاؤ تم اپنی جانوں کو آگ سے کیونکہ بیشک میں نہ کام
آؤنگا تمہارے اللہ کے ہاں کچھ- اور اے اولاد عبد شمس کی بچاؤ تم اپنی جانوں کو آگ سے کیونکہ بیشک میں نہ کام آؤنگا
تمہارے اللہ کے ہاں کچھ- اور اے اولاد عبد مناف کی بچاؤ تم اپنی جانوں کو آگ سے کیونکہ میں نہ کام آؤنگا تمہارے
اللہ کے ہاں کچھ- اور اے اولاد ہاشم کی بچاؤ تم اپنی جانوں کو آگ سے کیونکہ بیشک میں نہ کام آؤنگا تمہارے اللہ کے

ہان کچہہ - اور اے اولاد عبد المطلب کی بچاؤ تم اپنی جانونکو آگ سے کیونکہ بیشک مین نہ کام آونگا تمہارے اللہ
کے ہان کچہہ - اور اے فاطمہ بچا تو اپنی جانکو آگ سے مانگ لے مجھسے جتنا چاہے میرا مال مین نہ کام آونگا تیری اللہ
کے ہان کچہہ سورۃ بقر ۶ رکوع ۳ ۴ یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ ترجمہ
اے لوگو جو ایمان لائے ہو ڈرو اللہ سے اور ڈہونڈہو طرف اسکے وسیلہ سو واضح ہو کہ اگر کفارہ یا فدیہ دینے کے
بغیر کسیکی شفاعت یا سفارش کرنیسے خدا گناہگارونکو بخشدے تو وہ راست حاکم اور عادل نہیں ہو سکتا پس یاد
رکہنا چاہئے کہ ایک ہی راستہ بے نقص اور تسلی بخش ہے اور وہ قربانی فدیہ وکفارہ کے ذریعہ سے عدل کے مواخذہ کو معاف
و بیکر نجات پانیکا ہے کہ جسکا محمدی مذہب مین بھی تہوڑا سا بیان ہوا ہے - اور وہ یون ہے کہ محمدیونپر قربانی کرنا واجب
ٹہرایا گیا ہے مظاہر حق جلد ا صفحہ ۳۳۹ وعن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلعم ما عمل ابن آدم
من عمل یوم النحر احب الی اللہ من اہراق الدم وانہ لیاتی یوم القیمۃ بقرونہا واشعارہا واظلافہا
ان الدم لیقع من اللہ بمکان قبل ان یقع بالارض فطیبوا بہا نفسا رواہ ترمذی اور روایت عائشہ
سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ نے نہین کیا آدمی نے کوئی عمل دن نحر کے کہ محبوب تر ہو نزدیک اللہ کے جاری کرنے خون کے سے
اور تحقیق وہ جانور ذبح کیا ہوا آویگا دن قیامت کے ساتہہ سینگونکے اور بالون اور کہرون اپنے کے اور تحقیق خون قربانیکا
البتہ قبول ہوتا ہے جناب الہی مین پہلے اس سے کہ گرے زمین پر یعنی نزدیک قصد کرنے ذبح کے پس خوش کرو ساتہہ اسکے نفسون
کو روایت کی یہہ ترمذی نے پہر یہہ حدیث بھی اُسی صفحہ پر ہے جو قابل غور ہے - وعن زید بن ارقم قال اصحاب رسول اللہ
صلعم یا رسول اللہ ما ہذہ الاضاحی قال سنۃ ابیکم ابراہیم علیہ السلام قالوا فما لنا فیہا یا رسول اللہ
قال بکل شعرۃ حسنۃ قالوا فالصوف یا رسول اللہ قال بکل شعرۃ من الصوف حسنۃ
رواہ احمد وابن ماجہ ترجمہ اور روایت ہے زید بن ارقم سے کہ کہا اصحاب رسول اللہ کے نے اے رسول خدا کے کیا
ہے یہہ قربانی فرمایا طریقہ ہے تمہارے باپ ابراہیم کا اوپر سلام ہو جو - عرض کیا صحابہ نے پس کیا ثواب ہے واسطے
ہمارے بیچ اسکے اے رسول خدا کے فرمایا بدلے ہر بال کے نیکی ہے یعنی گاے اور بکری کی قربانی کا اونکے بال ہوتے ہین

عرض کیا صحابہ نے پس صوف اے رسول اللہ یعنے دنبے اور بھیڑ اور اونٹ کی پشم کے بدلے کیا ثواب ملتا ہے۔ فرمایا بدلے ہر بال کے پشم میں سے ایک نیکی۔ روایت کی یہہ احمد ابن ماجہ نے۔ مظاہر حق جلد ا صفحہ ۴۳۴ وعن حنش قالت رأیت علیا یضحی بکبشین فقلت لہ ما ھذا فقال ان رسول اللہ صلعم اوصانی ان اضحی عنہ فانا اضحی عنہ رواہ ابو داؤد۔ اور روایت ہے حنش سے کہا کہ دیکھا مینے حضرت علی کو کہ قربانی کرتے تھے دو دنبے پس کہا مینے واسطے انکے کیا ہے یہہ یعنے کاہے تو ایک دنبہ ہی قربانی مین دو کیون کرتے ہو۔ پس فرمایا حضرت علی نے کہ تحقیق رسول خدا نے وصیت فرمائی تھی مجھکو یہہ کہ قربانی کرون انکی طرف سے یعنے بعد وفات انکے پس مین قربانی کرتا ہون انکی طرف سے۔ روایت کی یہہ ابو داؤد نے۔ جو حدیث حضرت عائشہ سے نقل کی گئی ہے اُس سے ظاہر ہے کہ سب عملون سے قربانی کے خونکو جاری کرنا خدا کو پیارا ہے۔ اور قربانیکا خون خدا قبول کرتا ہے۔ پھر جو حدیث ارقم سے بیان کیگئی ہے کہ قربانیکے ہر بال کے عیوض نیکی شمار کیجاتی ہے۔ اور پھر جو حنش سے لکھی گئی ہے اُس سے ظاہر ہے کہ حضرت علی محمد صاحبکی موت کے بعد بھی اُنکے لیے ایک دنبہ قربانی کیا کرتے تھے۔ پس اگر جانورونکی قربانیون کی محمد صاحب وغیرہ کیلئے ایسی ضرورت واسقدر ثواب ملتا ہے تو مسیح عیسیٰ جیسی ذی شان کلمۃ اللہ روح اللہ کی قربانیکی کیسی ضرورت ہے اور کتنا بڑا ثواب اُس سے حاصل ہونا ضروری ہے۔ جیسا کہ عبرانی ۹: ۱۱ سے ۱۴ مین ہے لیکن جب مسیح آئندہ کی اچھی چیزونکا اوستاد ہوکر آیا تو اُس بزرگ تر اور کامل تر خیمہ کی راہ سے جو ہاتھونکا بنا ہوا یعنے اس دنیا کا نہین ہے اور بکرون اور بچھڑونکا خون لیکر نہین۔ بلکہ اپنا ہی خون لیکر پاک مکان مین ایکبار داخل ہوگیا اور ابدی خلاصی کرائی۔ کیونکہ جب بکرون اور بیلونکے خون اور گائے کی راکھ ناپاکونپر چھڑکے جانیسے ظاہری پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔ تو مسیح کا خون جسنے اپنے آپکو ازلی روح کے وسیلے خدا کے سامنے بے عیب قربان کردیا تمہارے دلونکو مردہ کامونسے کیون نہ پاک کریگا۔ تاکہ تم زندہ خدا کی عبادت کرو۔ اب جائے غور ہے کہ محمد صاحب خود قربانیکا یہان تک محتاج معلوم ہوتا ہے کہ اپنی موت کے بعد بھی اپنے لیے قربانیکی ضرورت سمجھتا تھا۔ لیکن وہ قربانی کامل نہ تھی اسی لیے باربار گذرانی جایا کرتی تھی لیکن خداوند مسیح عیسیٰ کی قربانی

کیسی کامل ہی جسنے ایک ہی بار گذرانی جاکر ابدی خلاصی کرائی ہے۔ اب آپ ہی اپنے لئے فیصلہ کیجیے کہ ہمکو اپنے
گناہونکی معافی اور ابدی خلاصی حاصل کرانیکے لیے محمد صاحبکی پیروی کرنی چاہیے۔ جو خود قربانیکا محتاج ہے
یا خداوند مسیح عیسیٰ کی جو کلمہ ازلی اور مبداء عالم ہونیکے باوجود اپنے آپکو ہمپر قربان کرکے ہماری لیئے ابدی
خلاصی کراچکا ہے۔ اور جبکہ محمد صاحب ہنوز خلاصی پانے ثواب حاصل کرنیکا محتاج ہے تو پھر اسکی پیروی سے کیا حاصل
چنانچہ قرآن میں بھی محمد صاحبکو قربانی کرنیکا حکم ہے۔ سورہ کوثر ۲ آیت۔ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ۔
پس نماز پڑھ واسطے رب اپنے کے اور قربانی کر۔ لہذا ابتک محمدی بھی سالیانہ قربانی کیا کرتے ہیں۔ پھر ایک
اور قربانی جسے عقیقہ کہتے ہیں محمدیوں میں جاری ہے۔ یہہ قربانی عقیقہ اُس مسیح والی قربانیکی یادگار و
نقل ہے جسکا حقیقی برہ خداوند مسیح عیسیٰ ہے۔ یہہ وہ محمدی کرتے ہیں جنکے بیٹے مرجاتے ہیں۔ تاکہ اسکی قربانی
گذراننے سے انکے فرزند زندہ رہیں۔ جب وہ جانور کو ذبح کرتے ہیں تو یہہ پڑھتے ہیں اَللّٰهُمَّ هٰذِهِ الْعَقِيْقَةُ
لِابْنِيْ فُلَانٍ۔ دَمُهَا بِدَمِهٖ وَلَحْمُهَا بِلَحْمِهٖ وَعَظْمُهَا بِعَظْمِهٖ وَجِلْدُهَا بِجِلْدِهٖ وَشَعْرُهَا بِشَعْرِهٖ
ترجمہ۔ اے خدا میرے فلان بیٹے کا عقیقہ ہے۔ لہو کے بدلے لہو۔ گوشت کے بدلے گوشت ہڈی کے ہڈی کے
بدلے ہڈی۔ چمڑے کے بدلے چمڑا۔ اور بالکے بدلے بال قبول کر یہہ جانور ذبح کیا جاتا ہے۔ افسوس کہ محمدی باوجود ایسی
قربانی گذراننے کے خداوند مسیح عیسیٰ کی عظیم قربانی کے کفارہ سے انکی گناہوں سے معافی پانا فائدہ اٹھانا نہیں
چاہتے۔ کاش کہ وہ ناقص قربانیوں کا بھروسہ چھوڑکر خدا کے برّے پر ایمان لائیں جو جہانکے گناہونکو اٹھا
لیجاتا ہے۔ ہمارے خداوند مسیح عیسیٰ کلمۃ اللہ روح اللہ کا قربانی فداکار و کفارہ دینے والا ہونا پیشینگوئیوں سے
ثابت ہے۔ اسوقت میں صرف ایک پیشینگوئی جو یسعیاہ نبی نے قریباً ساڑھے سات سو برس پیشتر
اپنی کتاب میں لکھی تھی پیش کرتا ہوں غور فرمایئے۔ یسعیاہ ۵۳ باب (۱) ہمارے پیغام پر کون
اعتقاد لایا۔ اور خداوند کا بازو کس پر ظاہر ہوا۔ (۲) وہ اُسکے آگے کونپل کیطرح پھوٹ نکلا ہے۔ اور
اُس جڑ کی مانند جو خشک زمین سے پھوٹتی ہو اُسکے ڈیل ڈول کی کچھ خوبی نہ تھی اور نہ کچھ رونق کہ ہم اُسپر نگاہ

کریں اور کوئی نمائش بھی نہیں کہ ہم اُسکے مشتاق ہوں ۔ (۳) وہ آدمیوں میں بے نہایت ذلیل اور حقیر تہا وہ مرد
غمناک اور رنج کا آشنا ہوا ۔ لوگ اُس سے گویا روپوش تہے اُسکی تحقیر کیگئی ۔ اور ہمنے اُسکی کچہہ قدر نہ جانی
(۴) یقیناً اُسنے ہماری مشقتیں اُٹہالیں ۔ اور ہمارے غمونکا بوجہہ اپنے اوپر چڑہایا پر ہمنے اُسکا یہ حال سمجہا
کہ وہ خدا کا مارا کوٹا اور ستایا ہوا ہے ۔ (۵) پر وہ ہمارے گناہوں کے سبب گہایل کیا گیا اور ہماری بدکاریوں
کے باعث کچلا گیا ۔ ہماری سلامتی کیلیئے اُسپر سیاست ہوئی تا کہ اُسکے مار کہانیسے ہم چنگے ہوں ۔ (۶) ہم سب
بہیڑونکی مانند بہٹک گئے ہم میں سے ہر ایک اپنی راہ کو پہرا ۔ پر خداوندنے ہم سبہونکی بدکاری اُسپر لادی ۔ (۷)
وہ تو نہایت ستایا گیا اور غمزدہ ہوا تو بہی اُسنے اپنا مُنہہ نہ کہولا ۔ وہ جیسے برہ جسے ذبح کرنے لیجاتے اور
اور جیسے بہیڑ اپنے بال کترنیوالونکے آگے بے زبان ہی اُسیطرح اُسنے اپنا منہ نہ کہولا ۔ (۸) ایذا دیکے اور
اُسپر حکم کرکے وہ اُسے لیگئے ۔ پر کون اُسکے زمانہ کا بیان کریگا کہ وہ زندونکی زمین سے کاٹ ڈالا گیا میری گروہ
کے گناہوں کے سبب اُسپر مار پڑی ۔ (۹) اُسکی قبر بہی شریرونکے درمیان ٹہرائی گئی تہی پر اپنے مرنیکے
بعد دولتمندونکے ساتہہ وہ ہوا ۔ کیونکہ اُسنے کسیطرحکا ظلم نہ کیا اور اُسکے منہ میں ہرگز چہل نہ تہا ۔ (۱۰)
لیکن خداوند کو پسند آیا کہ اُسے کچلے اُسنے اُسے غمگین کیا جب اُسکی جان گناہ کے لئے گذرانی جائے تو وہ
اپنی نسل کو دیکہیگا اور اُسکی عمر دراز ہوگی ۔ اور خدا کی مرضی اُسکے ہاتہہ کے وسیلے بر آویگی ۔ (۱۱) اپنی
جان ہی کا دکہہ اُٹہا کے وہ اُسے دیکہیگا اور سیر ہوگا اپنی ہی پہچان سے میرا صادق بندہ بہتوں کو راستباز
ٹہرائیگا ۔ کیونکہ وہ اُنکی بدکاریاں اپنے اوپر اُٹہالیگا ۔ (۱۲) اسلئے میں اُسے بزرگوں کے ساتہہ ایک حصہ
دونگا ۔ اور وہ لوٹکا مال زور آوروں کے ساتہہ بانٹ لیگا ۔ کہ اُسنے اپنی جان موت کیلیئے اونڈیل دی ۔ اور
وہ بدکاروں کے درمیان شمار کیا گیا ۔ اور اُسنے بہتوں کے گناہ اُٹہالئے اور گنہگاروں کی شفاعت کی ۔
ہمارے خداوند مسیح عیسیٰ کلمۃ اللہ نے بہی پیشین گوئی کرکے فرمایا ۔ متی ۱۶ : ۲۱ = اُسوقت سے یسوع
اپنے شاگردوں پر ظاہر کرنے لگا کہ مجہے ضرور ہے کہ یروشلم کو جاؤں اور بزرگوں اور سردار کاہنوں

اور فقیہوں کی طرف سے بہت دکھ اٹھاؤں اور قتل کیا جاؤں اور تیسرے دن جی اٹھوں۔ متی
۲۰: ۱۸ و ۱۹ ۔ دیکھو ہم یروشلم کو جاتے ہیں۔ اور ابن آدم سردار کاہنوں اور فقیہوں کے حوالے
کیا جائیگا۔ اور وہ اسکے قتل کا حکم دینگے۔ اور اسے غیر قوموں کے حوالے کرینگے تاکہ وہ اسے ٹھٹھوں میں
اڑائیں اور کوڑے ماریں۔ اور صلیب پر چڑھائیں۔ اور وہ تیسرے دن زندہ کیا جائیگا۔ مرقس ۱۰
۴۵ ۔ کیونکہ ابن آدم بھی اسلئے نہیں آیا کہ خدمت لے بلکہ خدمت کرے۔ اور اپنی جان بہتیروں کے بدلے فدیے
میں دے۔ ۱ تمتھیس ۲: ۴ سے ۶ ۔ وہ چاہتا ہے کہ سارے آدمی نجات پائیں اور سچائی کی پہچان
تک پہنچیں۔ کیونکہ خدا ایک ہے اور خدا اور انسان کے بیچ میں درمیانی بھی ایک یعنے مسیح یسوع
جو انسان ہے۔ جس نے اپنے آپکو سب کے فدیے میں دیا۔ کہ مناسب وقتوں پر اسکی گواہی دیجائے
متی ۱۱: ۲۸ ۔ اے محنت اٹھانیوالو اور بوجھ سے دبے ہوئے لوگو سب میرے پاس آؤ میں
تمہیں آرام دونگا۔ دیکھو قرآن میں بقرہ ۶ رکوع ۴۔۳۔ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ
وَابْتَغُوْا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ۔ ترجمہ۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو ڈرو اللہ سے۔ اور ڈھونڈو
طرف اوس کے وسیلہ۔ اب دیکھو یوحنا ۱۴: ۶ میں کیا لکھا ہے۔ یسوع نے

اوس سے کہا کہ راہ اور حق اور زندگی میں ہوں
کوئی میرے وسیلے کے بغیر باپکے پاس
نہیں آتا۔ پس دوستو یہ صراط المستقیم
ہے جسے تم طلب کیا کرتے ہو پس خداوند مسیح عیسیٰ
پر ایمان لا کر نجات پاؤ۔ آمین ۔۔

۔۔ تمّ آمین ۔۔